مجھے دینِ اسلام سے پیار ہے

قربانی اور مسائل

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور 042-36880027-28,0300-4274936

قربانی اور اِس کے مسائل

لفظ قربان عربی لغت کے اِعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اِصطلاح شرع میں اُس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

زمانۂ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی غیبی آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو اُس پر نہ آگ آتی اور نہ ہی اُسے جلاتی، وہ چیز وہیں پڑی رہتی تھی۔ جیسا کہ قابیل اور حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کی قربانی کے بارے میں اِرشادِ خداوندی ہے:۔ **اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ** ... (المائدۃ: ۲۷) ''جب کہ دونوں (قابیل اور ہابیل) نے قربانی دی پس اِن دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی دوسرے سے قبول نہ کی گئی''

اِسی طرح قربانیوں کے گوشت اور مالِ غنیمت بھی بارگاہِ اِلٰہی میں پیش کئے جاتے تھے اور جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت اِس طرح پیش کی جاتی کہ جو سچا ہوتا تھا اُس کی قربانی کو آگ جلا دیتی تھی۔ جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ قربانیوں کی قبولیت کی بنیاد سچائی اور تقویٰ تھی اور آج بھی اَیسے ہی ہے۔

جب قابیل کی قربانی مردود ہوگئی تو اُس نے حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ سے کہا میں تمہیں قتل کردوں گا تو اُس کے جواب میں حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ نے کہا: **قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ** ۝ (المائدۃ: ۲۷) ''بولا کہ اللہ (عزوجل) کا دستور ہے کہ وہ (قربانی کا عمل) پرہیزگاروں کا ہی قبول فرماتا ہے''۔ اِس سلسلہ میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۷ میں اِرشادِ ربّانی ہے: **لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ** ... ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو ہرگز اِن (قربانی کے جانوروں) کے نہ تو گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ہی خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری باریاب ہوتی ہے''۔

قربانی وہ عمل ہے جس میں عہدِ نبوت سے لے کر آج تک متواتر اِتفاق چلا آرہا ہے۔قربانی ایک اَیسی عبادت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے ہاں بہت پسندیدہ اور مقبول ہے۔اِس میں صرف رضائے اِلٰہی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور ہر قسم کی شہرت ریا، غرور وتکبر سے بچنا چاہئے۔اِس لئے کہ قربانی کا مقصد نہ تو صرف گوشت کھانا ہے اور نہ ہی شہرت وفخر بلکہ تقویٰ اور رضائے خداوندی ہے۔

قربانی کا حکم:

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلالُہٗ نے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اِرشادِ عظیم فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ (الکوثر:۲) ''پس اپنے پروردگار کے لئے (اَے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) نماز پڑھیں اور قربانی کریں''۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اگرچہ خطاب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ہے، مگر حکم بالعموم ساری اُمتِ مسلمہ کے لئے ہے۔چنانچہ تمام مسلمان اِس حکمِ خداوندی کے قائل اور فاعل ہیں اور اِنشاء اللہ رہیں گے۔

ماہِ ذی الحجہ اور یومِ عرفہ

ماہِ ذی الحجہ بڑی برکتوں والا مہینہ ہے۔یہ اِسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔اِس مہینہ میں اِسلام کی عظیم عبادت حج مبارک اور قربانی اَدا کی جاتی ہے۔لاکھوں فرزندانِ توحید اور شمع رسالت کے پروانے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی میں مگن اور مصروفِ عبادت ہوتے ہیں۔اِس ماہِ مبارک کے پہلے دس دنوں اور پھر دس دنوں میں یوم عرفہ کو بہت فضیلت حاصل ہے۔

بزرگ دن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''دُنیا کے سب دنوں سے زیادہ بزرگ دن ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔(یعنی پہلے دس دن ہیں)۔فرمایا گیا کہ اِن کے برابر جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر وہ

کہ جس نے اپنا منہ مٹی میں آلودہ کیا"۔(یعنی جام شہادت نوش کیا)"۔ ۱؎

بعد از طلوع چاند:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: "نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشادِ عظیم فرمایا:"جو شخص قربانی کی نیّت رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر نہ تو اپنے سر اور مونچھوں وغیرہ کے بال تراشے اور نہ ہی ناخن کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کر لے۔"(یعنی قربانی کرنے کے بعد مذکورہ بالا کام کرے اور جس کو پہلے دن قربانی نہ کرنی ہو وہ چاہے تو عید الاضحیٰ کی نماز اَدا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنالے تو کوئی حرج نہیں)۔ ۲؎

غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: "مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم) نے اِس اُمّت کے لئے اِس دن کو عید کیا ہے تو اُس شخص نے عرض کیا، اگر میرے پاس کچھ نہ ہو مگر اُونٹنی یا بکری تو کیا میں اُس کی قربانی کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشادِ پاک فرمایا: نہیں! (کیونکہ ایک ہی جانور ہے اِس کو بھی ذبح کردے گا تو کام کاج میں تکلیف ہوگی لہٰذا) اپنے سر کے بال کٹوا کر، ناخن تراش کر اور مونچھوں کے اور زیرِ ناف بال تراش (مونڈ) لے۔ اللہ (جلّ جلالہٗ) کے نزدیک تیری یہی قربانی ہے"۔ ۳؎ (تم مکمل قربانی کا ثواب حاصل کر سکتے ہو)۔ یعنی جو شخص جانور کی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد نہ تو حجامت بنوائے نہ ہی ناخن کاٹے اور نہ ہی غیر ضروری بال تراشے بلکہ عید کی نماز اَدا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، مونچھیں تراشے اور ناخن کاٹے تو اُس کو بھی قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

۱؎ مجمع الزوائد جلد۴ ص ۱۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۹۹، مسند بزار جلد ا ص ۴۵۷ ۔ ۲؎ سنن نسائی جلد۲ ص ۲۰۱، مسلم جلد۲ ص ۱۶۰، ابن ماجہ ص ۲۳۴۔۲۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

۳؎ سنن نسائی جلد۲ ص ۲۰۱، ابوداؤد جلد۲ ص ۲۹۔

اگر وسعت والا قربانی نہ کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو وسعت ہو (یعنی اُس کے پاس مال و دولت ہو) اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے''۔ ۴؎

قربانی کیا ہے؟

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: ''تمہارے باپ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی سُنّت (یعنی اُن کا طریقہ) ہے۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِن میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے ہر بال کے عوض نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو اُون ہے، اِس کے بارے میں کیا اِرشاد ہے؟ فرمایا: اُون کے ہر ہر بال کے عوض نیکی ہے''۔ ۵؎

حضرت ابنِ سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا' کیا قربانی واجب ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں نے اِسے کیا اور یہ سُنّت (یعنی طریقہ) جاری ہوگئی۔'' ۵a؎ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرما دیتے کہ وہ واجب نہیں ہے۔

قربانی کا وقت:

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''میں قربانی کے دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اَبھی آپ

۴؎ ابن ماجہ ص ۲۳۲، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۲۰۷، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۸ ص ۳۳۸، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۸، درمنثور جلد ۴ ص ۳۶۱، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۳۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۲۲۳۔ ۵؎ ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۵a؎ ابن ماجہ ص ۲۳۳۔

ﷺ نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کردی گئیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذَبح کرلیا ہو تو وہ اِس کی جگہ دوسرا جانور ذَبح کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عیدِ قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ پاک اِرشاد فرمایا' بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اُس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے اَبھی نہ کی ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے نام پر کرے‘‘۔ ؂٦

کتبِ اَحادیثِ مقدسہ میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذَبح کرلیا ہو' اُسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیئے۔ بخاری شریف میں ہے ’’جس شخص نے نمازِ عید سے قبل ہی قربانی کردی وہ اُس کے اپنے نفس کے لئے ہے۔ (یعنی اُس کے لئے قربانی کا اَجرو ثواب نہیں ہے۔) اور جس نے نماز کے بعد قربانی (کا جانور) ذَبح کیا۔ اُس نے قربانی پوری کرلی۔ اور مسلمانوں کے طریقے کو پالیا‘‘۔

محبوب عمل:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: ’’نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا کہ **یوم النحر** یعنی دسویں ذی الحجہ میں ابنِ آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ اَقدس میں مقامِ قبولیت پر پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو‘‘۔ ؂٧

محبوب صالح عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

؂٦ بخاری جلد٢ ص ١٣٢، مسلم جلد٢ ص ١٥٧، موطا امام مالک ص ٤٩٥، سنن نسائی جلد٢ ص ١٥٣، ابن ماجہ ص ٢٣٥، مشکوٰۃ ص ١٢٨۔ ؂٧ ابن ماجہ ص ٢٣٣، ترمذی جلد١ ص ٢٧٥، مشکوٰۃ ص ١٢٨۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے نزدیک کوئی دن اِن دس دنوں (یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں) سے زیادہ محبوب نہیں ہے جن میں نیکیاں کی جائیں۔ (یعنی اِن دس دنوں کی نیکیاں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) عرض کیا' یارسول اللہ (ﷺ) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلا پھر اُس میں کچھ لے کر واپس نہ لوٹا''۔ [۸]

اِنہی سے مروی دوسری روایت میں اَلفاظ ہیں: ''ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جو بھی نیک عمل کیا جاتا ہے وہ دوسرے دنوں کے اَعمال سے بڑھ کر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے نزدیک پاکیزہ اور اَجر میں بہت عظیم ہے''۔ [۹] باقی حدیث شریف مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد مبارک فرمایا کہ'' جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی پر خرچ کیا گیا اُس سے زیادہ کوئی روپیہ پیسہ پیارا نہیں''۔ (طبرانی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (بڑی عید کے دن) فرمایا: ''اِس دن پہلا جو کام ہم کرتے ہیں، وہ نماز ہے پھر نماز سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں جو شخص اَیسا کرے (یعنی نماز پڑھ کر) قربانی کرے، اُس نے ہماری سُنّت پر عمل کیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہ ہوئی بلکہ اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت کاٹا وہ (قربانی) عبادت میں شامل نہیں ہوگی''۔ [۱۰]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم

---

[۸] ابن ماجہ ص ۱۲۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۵۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۲۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۸، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۳۲، دارمی جلد ۲ ص ۲۵، درمنثور جلد ۱ ص ۲۲۷۔ [۹] دارمی جلد ۲ ص ۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸۔ [۱۰] بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۴، مسلم جلد ۲ ص ۱۵۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۳، کنز العمال جلد ۲ ص ۲۸۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اُس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کی سُنّت پر چلا‘‘۔ [۱۱]

ہر گھر والے پر قربانی:

حضرت مخنف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، عرفہ کا دن تھا ہم نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھلِ بَیتٍ، فِی کُلِّ عَامٍ اُضحِیَّۃً وَ عَتِیرَۃً** ’’اے لوگو! ہر گھر پر قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے‘‘۔ **ھَل تَدرُونَ مَا العَتِیرَۃُ ؟ ھِیَ الَّتِی یُسَمِّیھَا النَّاسُ الرَّجَبِیَّۃَ** [۱۲] ’’تم جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ رجب المرجب کی قربانی ہے‘‘۔ شروع اِسلام میں عتیرہ واجب تھی۔ عتیرہ اُس مذبوح جانور کا نام ہے جو مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہُ الکریم کے لئے ذبح کرتے تھے۔ پھر قربانی کے وجوب سے رجب المرجب کی قربانی منسوخ ہوگئی۔ دوسری روایت میں عتیرہ کی منسوخی کا ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیرَہ** [۱۳] ’’(اسلام میں) نہ فرع نہ عتیرہ‘‘۔

فرع اِس کو کہا جاتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جس جانور کا اوّل بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ اِسلام میں اِس کو منع فرمایا گیا ہے کہ اِس سے کفّار کی مشابہت ہے لیکن قربانی کا وجوب اِس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ قربانی واجب ہونا قرآنِ مجید سے بھی ثابت ہے۔ **فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانحَر** (الکوثر:۲) ’’اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربِّ (کریم) کے لئے قربانی کریں‘‘۔

اِختیارِ مصطفٰے کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم

---

[۱۱] شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۱۴، بخاری جلد۲ ص ۸۳۲، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۹ ص ۲۷۶۔ [۱۲] ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۱۳] مشکوٰۃ ص ۱۲۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۳۱، ترمذی ص ۱۵۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۷، دارمی جلد۲ ص ۸۰، شرح السنۃ جلد۲ ص ۲۲۶۔

رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز نماز کے بعد خطبۂ مبارکہ پڑھا اور اِرشادِ مبارک فرمایا: ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اُس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ** ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے''۔ (یعنی قربانی نہیں ہوئی۔) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے، (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اُس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: **نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ** [۱۴] ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں'' (کافی نہ ہوگی)۔

ذَبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا:

ذَبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اُس کا دودھ پینا مکروہ وممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اُس پر کوئی چیز لادنا یا' اُس کو اُجرت پر دینا، غرضیکہ اُس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اُس نے اُون کاٹ لی یا دُودھ دھولیا تو اُسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اُس پر کوئی چیز لادی تو اُس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اُتنی مقدار میں صدقہ کرے۔

قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اُس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذَبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اُس کے پیسے صدقہ کر دیں۔ اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا تو اُس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصّہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از: بہارِ شریعت، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف)۔

---

[۱۴] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹، کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۸۴۔

ذَبح کرنے سے پہلے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دو خصی چتکبرے سینگ والے بکرے (عید قربان کے دن) ذَبح کیئے۔ جب اُنہیں قبلہ رُو لٹا لیا تو فرمایا: ''میں نے اپنے چہرے کو اُس ذات کی طرف متوجہ کیا۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ (حضرت سیّدنا) ابراھیم (علیہ السلام) کے دین حنیف پر ہوں۔ (ہر بے دینی سے الگ) اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اِسی کا حکم ملا ہے اور میں تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں۔ اَے میرے پروردگار! یہ تیری طرف سے اور تیرے لئے ہے۔ (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) اور اُن کی اُمّت کی طرف سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (یہ کلمات اَدا فرمائے اور پھر جانور کو ذَبح فرمایا۔)

آج جو مسلمان قربانی کرے وہ (عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ) کے الفاظ نہ کہے۔ بقیہ تمام کلمات ذَبح کرنے سے پہلے اَدا کرے۔ کیونکہ یہی صحیح طریقہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بالفرض اگر کسی کلمہ گو مسلمان کو یہ اَلفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا نہ بھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے نورانی دستِ مبارک سے جانور کو ذَبح کیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ [۱۵] ''بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ (جل شانُک)! یہ میری طرف سے اور میری اُمّت کے اُن لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکیں''۔

پسندیدہ جانور:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا بکرا، لایا جائے جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے اور سیاہی میں دیکھے (یعنی کالے پاؤں، کالے پیٹ

[۱۵] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

اور کالی آنکھوں والا) آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں (اَیسا بکرا) حاضر کیا گیا۔ فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنک! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اُسے پتھر پر تیز کرلو۔ (فرماتی ہیں' میں نے چھری کو) تیز کرلیا۔ پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی۔ بکرے کو لٹایا اور اُسے ذَبح فرمایا (پھر یہ کلمات کہے) **بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تقبّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ** ''اللہ (عزّوجلّ) کے نام سے، اے اللہ (جل جلالک) اِس (قربانی) کو (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) اور (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) کی آل اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی اُمّت کی طرف سے قبول فرما''۔ پھر کھانا کھایا''۔[۱۶]

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱)۔ گائے، (۲)۔ اُونٹ اور (۳)۔ بکری۔ اِن کی جتنی قسمیں ہیں، سب اِس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

قربانی کے جانور تقسیم کرنا:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو میرے حصّہ میں بکری کا چھ ماہ کا بچہ آیا، اِس کا ذکر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم یہی ذَبح کرلو''۔ [۱۷]

ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ ملا ہے، فرمایا تم یہی قربانی کرلو''۔

---

[۱۶] مسلم جلد ا ص ۱۵۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔ [۱۷] بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲، جلد ۴ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۲۷۸، جلد ۱۷ ص ۳۴۷، ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۲۰۔

وہ جانور جن کی قربانی دُرست نہیں:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نورانی ہاتھ مبارک کے مقدس اِشارے سے فرمایا: کہ چار قسم کے جانور قربانی کے لئے دُرست نہیں ہیں۔ ۱۸؎

(۱)۔لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (۲)۔کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳)۔بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو، اور (۴)۔اَیسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔

۲۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اِس میں زیادہ کا اِعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہو جائے گی)''۔ ۱۹؎

۳۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہی فرماتے ہیں: ''حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے سینگ اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا مغز ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے۔ اگرچہ خول ٹوٹا ہو)''۔ ۲۰؎

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا جائے اُس وقت اُس میں عیب نہ تھا کہ جس کی

۱۸؎ ترمذی جلد۱ ص ۲۷۷، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴، موطا امام مالک ص ۴۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۲۳۴، ترمذی جلد۱ ص ۲۷۵، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، دارمی جلد۲ ص ۷۶، مسند احمد جلد۴ ص ۲۸۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۸۱، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۹ ص ۲۷۴۔ ۱۹؎ ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی جلد۱ ص ۲۰۲، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، ترمذی جلد۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۲۰؎ ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی بعد میں عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اُسی کی قربانی کرے۔ یہ اُس وقت کہ اُس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اُس نے منّت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور منّت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی اُس وقت بکری میں اَیسا عیب نہ تھا' پھر پیدا ہوگیا اِس صورت میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ قربانی کے وقت جانور اُچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں قربانی ہوجائے گی۔ قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

دس سال قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مدینہ شریف میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے''۔ ۲۱

گائے اور اُونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''گائے سات کی طرف سے اور اُونٹ بھی سات کی طرف سے ہے''۔ ۲۲

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی اُن میں ایک کا اِنتقال ہوگیا۔ اُس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اِس گائے کو اپنی طرف سے اور اِس کی طرف سے قربانی کرو اور اُنہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اِجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔

---

۲۱ ترمذی جلد ا ص ۲۷۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۲۷، ترمذی جلد ا ص ۲۷۶، موطا امام مالک ص ۴۹۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۰، نصب الرایہ جلد ۴ ص ۲۰۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱۶۱۔

قربانی کے شرکاء میں ایک مرزائی یا اُن میں ایک کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو اُس کی قربانی نہ ہوئی۔ شرکاء میں سے ایک کی نیّت اِس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گذشتہ کی قربانی ہے تو جس نے اِس سال کی نیت کی اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیّت باطل کیونکہ سال گذشتہ کی قربانی اِس سال نہیں ہوسکتی۔ اِن لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ اِن لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔

قربانی کن پر واجب ہے؟

جن پر قربانی واجب ہے وہ اہل اِیمان درج ذیل ہیں: (۱)۔ مسلمان، (۲)۔ مالدار، (۳)۔ آزاد، (۴)۔ مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دن:

حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی [۲۳]
''عید قربان کے دن کے بعد قربانی دو دن اور ہے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وصیّت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔ [۲۴]

مسئلہ نمبر۱: سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم

[۲۳] موطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۲۴] ابوداؤد جلد۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ اِستطاعت عشاقِ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقانِ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذَبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ (اپنی اِستطاعت کے مطابق)

مسئلہ نمبر۲: گائے اور اُونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۳: خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اَعلیٰ ہوتا ہے۔ اِسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ نمبر۴: بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میّت کی قربانی ہوتو اِس کا سارا گوشت خیرات کر دیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میّت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر اور اَمیر سب کو کھلائے۔

مسئلہ نمبر۵: قربانی' جانور کو ذَبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذَبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

مسئلہ نمبر۷: یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروبِ آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر۸: گائے کی قربانی میں جب مختلف اَفراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اَندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ تولے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا زیادہ ملنے کا اِحتمال ہوسکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔ (درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۹: بکری، گائے، اُونٹ میں تمام قسمیں، نر و مادہ خصی وغیر خصی سبھی داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر۱۰: ذَبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرلیا جائے۔ ذَبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا اُتارا جائے۔

مسئلہ نمبر۱۱: قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی دے سکتا ہے چاہے غنی ہو یا فقیر۔

مسئلہ نمبر۱۲: ذَبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذَبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذَبح نہ کریں۔ جانور کو آرام سے گرانے کے بعد اُس کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہئے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کا منہ قبلہ شریف کی طرف اور ذَبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذَبح کریں۔

مسئلہ نمبر۱۳: قربانی کی کھال' اُس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کردینا چاہئے۔ کھال کو اگر اپنے اِستعمال میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کردیں۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ نمبر۱۴: ذَبح کرنے والے کو اُجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اُجرت اَلگ دی اور پھر اُن میں سے کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۱۵: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذَبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آکر کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذَبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً **بِسْمِ اللہِ وَ اللہُ اَکْبَرُ** چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہوگی تو جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اُس کے بدلے قربانی واجب ہے۔

ذَبح، ذبیحہ اور قربانی:

گلے میں چند رگیں ہیں اُن کے کاٹنے کو ذَبح کہتے ہیں اور اُس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں ذبیحہ کہتے ہیں۔

بعض جانور ذَبح کیئے جاتے ہیں، بعض نہیں۔ جو شرعاً ذَبح نہیں کیئے جاتے وہ بغیر ذَبح کے حلال ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) اور جو ذَبح کیئے جا سکتے ہیں وہ بغیر ''ذکاۃ شرعی'' حلال نہیں۔

ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اِس طرح ذَبح یا نَحر کیا جائے کہ حلال ہوجائے۔ ''ذکاۃ شرعی'' دو قسم کی ہیں: (۱)۔ ذکاۃ اِختیاری اور (۲)۔ ذکاۃ اِضطراری۔

ذکاۃ اِختیاری کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ نَحر اور (۲)۔ ذَبح

ذکاۃ اِضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے۔

ذَبح اِضطراری:

ذَبح اِضطراری یہ ہے کہ اگر پالتو جانور بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذَبح **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر ماریں اِس کے لئے گردن میں ہی ذَبح کرنا ضروری نہیں بلکہ جس جگہ سے بھی زخمی کردیا جائے کافی ہے یونہی اگر جانور کنوئیں میں گر گیا اِس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذَبح **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر ہلاک کردیں، ذَبح ہوگیا۔ اِسی طرح اگر جانور اِس پر حملہ آور ہوا۔ جیسا کہ بیل اور سانڈھ اکثر حملہ کردیتے ہیں اُن کو بھی اِسی طرح ذَبح کیا جاسکتا ہے۔

آبادی میں بکرا یا بکری بھاگ گئی تو اُس کے لئے ذَبح اِضطراری نہیں ہے کہ پکڑی جا سکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذَبح اِضطراری ہو سکتی ہے۔ گائے، بیل اور اُونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا اُن کے لئے ایک جیسا حکم ہے، ہوسکتا ہے آبادی میں بھی اُن کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔

نَحر:

حلق کے آخری حصّہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نَحر کہتے ہیں۔ اُونٹ کو نَحر کرنا سُنّت ہے۔ اگر اُونٹ کو نَحر نہ کیا بلکہ ذَبح کیا تو جانور اِس صورت میں بھی حلال ہے مگر ایسا کرنا خلاف سُنّت ہے۔

ذَبح:

ذَبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین ہے۔لبہ سینے کے بالائی حصّہ کو کہتے ہیں۔ گائے بکری وغیرہ کو ذَبح کرنا سُنّت ہے اور اگر ذَبح کی بجائے نَحر کیا، تو جانور اِس صورت میں بھی حلال ہوجائے گا مگر اَیسا کرنا خلاف سُنّت ہے۔عوام النّاس میں یہ جو مشہور ہے کہ اُونٹ کو تین جگہ سے ذَبح کیا جاتا ہے یہ غلط ہے اور بلا فائدہ اِیذا دینا ہے۔

ذَبح میں کاٹی جانے والی رگیں:

ذَبح میں کاٹی جانے والی چار رگیں ہیں:

(۱)۔حلقوم، (۲)۔مری، (۳،۴)۔دوجین۔

حلقوم: یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔

مری: اِس سے کھانا پانی اُترتا ہے۔

دوجین: یہ حلقوم اور مری کے اَغل بغل دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔ جانور کا پورا حلقوم ذَبح کی جگہ۔اُوپر، درمیان، نیچے جس جگہ میں ذَبح کی جائے جانور حلال ہوگا یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے۔

ذَبح سے جانور حلال ہونے کے لئے چند شرطیں:

(۱)۔ذَبح کرنے والا عاقل ہو، (۲)۔ذَبح کرنے والا مسلمان ہو، (۳)۔ اللہ عزّوجلّ کے نام کے ساتھ ذَبح کرنا، (۴)۔خود ذَبح کرنے والا اللہ عزّوجلّ کا نام اپنی زبان سے کہے، (۵)۔ **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** ذَبح کے لئے کہا جائے، (۶)۔غیر مسلم اہل کتاب ہو تو اُس کا ذبیحہ حلال ہے، (۷)۔اہل کتاب کا ذبیحہ اُس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذَبح کیا ہو، (۸)۔ذَبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لیا جائے یعنی **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** کہا جائے **بِسْمِ زَیْدٍ** یا **بِسْمِ طُفَیْلٍ** یا **بِسْمِ فَلَان** وغیرہ نہ کہا جائے، (۹)۔جس جانور کو ذَبح کیا جائے بوقت ذَبح زندہ ہو اگرچہ زندگی کا تھوڑا حصّہ باقی ہو، (۱۰)۔ذَبح کے بعد خون کا نکلنا یا جانور کی حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اِس سے اُس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اِن کا ذبیحہ بھی حلال ہے:

گونگے کا، اگر مسلمان اور اہل کتاب ہو، جس کا ختنہ نہ ہوا، ابرص یعنی سفید داغ والے کا، جِن اگر انسانی شکل میں ہو اور عورت کا۔

ذَبح سے جانور حرام ہونے کے اُمور:

(۱)۔مجنوں کا ذبیحہ، (۲)۔ اِتنا بچہ جو بے عقل ہو اُس کا ذبیحہ، (۳)۔ مشرک، مرتد اور مرزائی کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے، (۴)۔ اہل کتاب اگر غیرِ اہلِ کتاب ہوگیا تو اَب اِس کا ذبیحہ، (۵)۔ مسلمان اگر معاذ اللہ، عیسائی، یہودی یا مرزائی ہوگیا کہ یہ مرتد ہے، تو اِس کا ذبیحہ، (٦)۔ عیسائی قصائی نے ذَبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے، تو جانور حرام ہے، (۷)۔ مسلمان قصائی نے **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کی بجائے جانور کے گلے پر چھُری چلاتے وقت کہہ دیا **بِسْمِ فُلَان** انسان تو جانور حرام ہوگیا۔ کیونکہ قرآنِ پاک میں آتا ہے: **وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ**۔ ذَبح کے وقت غیر خدا کا نام لینے سے جانور حرام ہوجاتا ہے۔ (۸)۔ خود ذَبح کرنے والا بھولا نہ تھا اُسے یاد تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لیا یا قصداً **بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** نہ کہا اگر چہ دوسروں نے نام لیا تو جانور حرام ہے، (۹)۔ **بِسْمِ اللّٰہِ وَاِسْمِ فُلَان** انسان کہا اِس صورت میں بھی جانور حرام ہے، (۱۰)۔ چھینک آئی اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہا اور لگتے ہاتھ ذَبح کردیا یہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** ذَبح کے لئے نہیں بلکہ چھینک پر مقصود تھا، اِس لئے جانور حلال نہیں۔

جانور کس چیز سے ذَبح کیا جائے:

ذَبح ہر اُس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضروری نہیں کہ چھری ہی سے ذَبح کرے۔ دھار دار پتھر سے بھی ذَبح ہوسکتا ہے۔

مکروہات:

(۱)۔ اُونٹ کو نحر کی بجائے ذَبح کرنا، (۲)۔ گائے یا بکری وغیرہ کو ذَبح کی بجائے نَحر کرنا، (۳)۔ اُونٹ کو تین جگہ سے نَحر کرنا، (۴)۔ کند چھری سے ذَبح کرنا،

(۵)۔ جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا، (٦)۔ جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو لے جانا، (۷)۔ ذبح کے وقت سر کٹ کر جدا ہو جانا، (۸)۔ اِس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، (۹)۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، (۱۰)۔ ٹھنڈے ہونے سے پہلے کھال اُتارنا، اَعضاء کاٹنا، گردن کو توڑنا، گردن کی طرف سے ذبح کرنا، (۱۱)۔ ذبح سے پہلے اُس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، (۱۲)۔ جانور کا منہ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا، (۱۳)۔ قربانی کے لئے گائے خریدی پھر اُس میں کچھ لوگوں کو شریک کر لیا۔ سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر اَیسا کرنا مکروہ ہے۔

مسائل:

(۱)۔ ذبح کرنے اور **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے، اگر مجلس بدل گئی اور عملِ کثیر درمیان میں واقع ہوا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا، ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کر لی یہ عملِ قلیل ہے۔ اِس صورت میں جانور حلال ہے۔ (۲) دو بکروں کو اُوپر نیچے لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر ذبح کر دیا، دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کرنے کے فوراً بعد دوسرے کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اِس کو پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھنی ہوگی۔ پہلے جو پڑھ چکا وہ دوسرے کے لئے کافی نہیں۔ (۳) بکرا یا گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اُٹھ کر بھاگ گئے پھر اُسے پکڑ کر لایا اور لٹایا تو اَب پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھے، پہلے کا پڑھا ہوا ختم ہو گیا۔

عورت بھی ذبح کر سکتی ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اَپنا واقعہ ہے: **اَمَرَ اَبُوْ مُوْسٰی بَنَاتِهٖ اَنْ يُّضَحِّيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ** [۲۵] ''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کریں''۔

---

[۲۵] بخاری جلد۲ص ۸۳۴۔

قربانی کے گوشت کے حصّے:

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص یعنی غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، پکا کر بھی کھلا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کریں ایک حصّہ فقراء کے لئے، ایک حصّہ دوست اَحباب کے لئے اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کر دینا بھی جائز ہے۔ ۲۶

تین دن سے زیادہ گوشت رکھ کر کھانے کی رخصت میں بیان:

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھو اِس لئے کہ کشادگی کریں گے طاقت والے لوگ بے طاقت والوں پر۔ سو اَب کھاؤ تم جس طرح چاہو اور کھلاؤ اور جمع کرو''۔ لہٰذا تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔ ۲۷

بعض لوگ عیدالاضحیٰ کے دن کہتے ہیں کہ ہمارا روزہ ہے حالانکہ روزہ تو قبل طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دن یہ عمل مستحب ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو وہ قربانی کے گوشت سے کھائے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ کے روز کچھ کھائے پیئے بغیر عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

قربانی کی کھالوں کا بیان:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں حکم فرمایا کہ اُونٹ کا گوشت اُن کی کھالیں اور جھولیں سب (چیزیں) بانٹی جائیں''۔ ۲۸

مُسِنّہ:

مُسِنّہ وہ اُونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے برس میں شروع ہوا ہو

---

۲۶ ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۸۹۔ ۲۷ مسلم جلد ۲ ص ۱۵۸، ترمذی جلد ا ص ۲۷۷، موطا امام مالک ص ۴۹۶۔ ۲۸ ابن ماجہ ص ۲۳۵۔

اور گائے، بیل اور بھینس میں وہ ہے جو دو برس کے پورے ہو کر تیسرے برس میں شروع ہوئے ہوں اور بکری جو ایک برس کی ہو اور دوسرے سال میں لگ گئی ہو۔ اِن سب کا قربانی کے لئے مُسِنَّہ ہونا شرط ہے۔ مگر دنبہ اور بھیڑ اگر جذعہ بھی ہو تو درست ہے۔ جذعہ اُسے کہتے ہیں جو چھ مہینے سے زیادہ ہو اور ایک برس سے کم۔ اگر یہ مُسِنَّہ بہم نہ پہنچے تو جذعہ درست ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ بھیڑ یا مینڈھا کی نسل سے ہو۔

اِمام کا عیدگاہ میں قربانی کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عید گاہ میں ذَبح فرماتے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اَیسا ہی کرتے تھے''۔ ۲۹

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قربانی کی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قربانی کی، پھر فرمایا: اے ثوبان! اِس بکری کے گوشت کو ہمارے لئے صاف کر۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر وہ گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صاف کر کے پکا دیا گیا اور میں وہی گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے۔ (سفر ختم ہو گیا)''۔ ۳۰

تین چیزوں کی ممانعت اور پھر اِجازت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں تین کاموں سے منع فرمایا کرتا تھا۔ (۱)۔ قبروں کی زیارت سے، اَب زیارت کیا کرو، اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔ (دوسری روایت میں ہے: مَنْ اَرَادَ زِیَارَةِ القبور فَاِنھَا تُذَبِّرِ وَالْاٰخِرَةَ جو قبروں کی زیارت کا اِرادہ کرے اور جائے

---

۲۹ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، بخاری جلد۲ ص ۸۳۳، مسند احمد جلد۳ ص ۲۵۸، ۱۴۴، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۱۷۔ ۳۰ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۳، مسلم جلد۲ ص ۱۵۹ امسند احمد جلد ۵ ص ۲۷۷، ۲۸۱، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ احدیث نمبر ۴۷۔

اِس سے آخرت یاد آتی ہے)،(۲)۔میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا کرتا تھا، اَب کھاؤ اور جب تک چاہو رکھو اور (۳)۔ میں نے تمہیں سوائے مشکیزوں کے دوسرے برتنوں میں پینا منع فرمایا کرتا تھا، اَب تمام برتنوں میں پیا کرو۔ ہاں نشہ کی چیز نہ پینا۔ ۳۱ؔ

مَنّت کی قربانی:

قربانی اگر منّت کی ہے تو اُس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ اَمیروں کو کھلا سکتا ہے۔ اِس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ منت ماننے والا غنی ہو یا فقیر دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

ایک روزہ ایک سال کے روزوں اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے نزدیک ذی الحجہ کے (پہلے عشرہ یعنی پہلے) دس دنوں کی عبادت، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کی بارگاہِ اَقدس میں بہت محبوب ہے۔ (اِس کا اَندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ) اِس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے''۔ ۳۲ؔ

''اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم چار باتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

(۱)۔ عاشورہ کا روزہ، (۲)۔ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے (نو دنوں کے) روزے، (۳)۔ ہر مہینے کے تین روزے اور (۴) فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں''۔ ۳۳ؔ

یوم عرفہ کا روزہ:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و

۳۱ؔ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۸۔ ۳۲ؔ الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۹۹، ابن ماجہ ص ۱۲۵، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۲۴، ترمذی جلد ا ص ۱۵۸۔ ۳۳ؔ ابن ماجہ ص ۱۲۵، نسائی جلد ا ص ۳۲۸، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۸۲۔

رحیم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کے کرم پر اُمید ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا یہ ثواب دے گا، ایک سال پچھلے اور ایک سال کے بعد کے گناہ معاف فرما دے گا''۔ ۳۴

یوم عرفہ کے روزہ کی رخصت:

حضرت اُم الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''اُن کے سامنے لوگوں نے عرفہ کے دن رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے روزے کے متعلق گفتگو کی۔ بعض لوگوں نے کہا' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ روزے سے تھے اور بعض لوگوں نے کہا روزے سے نہیں تھے تو (حضرت) اُم الفضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دودھ کا پیالہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خدمت میں بھیجا جبکہ آپ ﷺ عرفات میں اُونٹ پر قیام فرما تھے (سوار تھے) تو آپ ﷺ نے دُودھ نوش فرمالیا''۔ ۳۵

نوٹ: یہ واقعہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ہوا۔ جب رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ میدانِ عرفات میں قیام فرما تھے۔ حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِنتہائی سمجھداری اور فراست سے اُن لوگوں کی بحث ختم فرما دی کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ روزے سے تھے یا نہیں۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے روزہ غیر حاجی کے لئے سُنّت ہے مگر حاجی کے لئے مستحب ہے۔ جبکہ اَیسے حاجی کے لئے جو روزہ رکھ کر اَرکان حج کو اَدا نہ کرسکے، اُس کے لئے روزہ مکروہ ہے۔ مذہبِ مختار یہی ہے کہ عرفا کا روزہ مستحب ہے مگر اُن حاجیوں کے لئے نہیں جو دُعا کرنے کی قوت اور اِس میں کوشش کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں، اگر کسی نے سال میں اَفضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منّت مانی ہو تو وہ اِن دنوں (یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے دنوں) کی طرف رجوع کرے اور اگر تمام دنوں میں اَفضل دن کے روزہ کی منت مانی ہو تو یوم عرفہ کا

---

۳۴ ابن ماجہ ص ۱۲۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۱۱۔ ۳۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۵۲۱، مسلم جلد ۱ ص ۳۶۷، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۷۔

روزہ رکھے اور اگر ہفتہ میں افضل دن کا روزہ رکھنے کی منت مانی ہو تو جمعۃ المبارک کا روزہ رکھے۔ اِس عشرہ کے دن اِس لئے افضل ہیں کہ اِن میں یوم عرفہ آتا ہے اور عشرہ سے نو دن مراد ہے کیونکہ دسویں دن عید ہوتی ہے اور عید کا روزہ جائز نہیں۔ جس کی دلیل درج ذیل اَحادیثِ مبارکہ ہیں۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ جائز نہیں:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عید) الفطر اور قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے''۔ ۳۶

عید کے دن روزہ نہیں:

حضرت ابو عبیدہ علیہ الرحمہ جو حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ وہ عید الاضحیٰ کے دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ اِرشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگے: اے لوگو! رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دونوں عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ عید الفطر وہ دن ہے جب لوگ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر روزہ کھولتے ہیں اور عید الاضحیٰ کا دن قربانی (کا گوشت) کھانے کا دن ہے۔ ۳۷

مسئلہ: عید کے دن روزہ نہیں ہوتا۔ بعض لوگ روزہ کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اصل میں قربانی کرنے والا حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سمجھتے ہوئے قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد قربانی کے جانور کے گوشت میں سے کھانا کھاتا ہے۔ قربانی کے بعد قربانی کے جانور سے کچھ یعنی کلیجی یا پائے وغیرہ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔

---

۳۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۸۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۱۔ ۳۷ السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۱۰ ص ۸۲، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۷، ابن ماجہ ص ۱۲۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور **منیر احمد یوسفی** (ایم-اے) **کی تالیفات**

اشاعتِ دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شاد باغ لاہور۔

ملنے کا پتا **جامع مسجد نگینہ**

977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور 042-36880027-28,0300-4274936